قاضی محمد اسلم صاحب سیف فیروزپوری

یادِ رفتگان

ڈاکٹر غلام جیلانی برق

ہمارے ملک کے مشہور دانشور ڈاکٹر غلام جیلانی برق جو وایا بھٹنڈہ دہلی پہنچے تھے ۔ یعنی منشی فاضل کر کے اپنی مسلسل محنت سے پی ایچ ڈی کیا مختلف مقامات پر محکمہ تعلیم سے وابستہ رہے آخراً گورنمنٹ کالج کیمبل پور سے ریٹائر ہوئے۔ ڈاکٹر جیلانی برق اہلحدیث کے مشہور بزرگ مولانا عبدالجلیل خان ہزاروی سے خاصی شناسائی اور تعلق رکھتے تھے ۔ اور مولانا عبدالجلیل ہی کی بدولت ان کی حدیث و سنت کی طرف واپسی ہوئی ۔ ڈاکٹر برق صاحب کا عنفوانِ شباب بڑا قیامت خیز اور فتنہ خیز۔ بلا کے نہایت ذہین و فطین شخصیت کے مالک تھے ۔ زبان و بیان میں انہیں مکمل عبور حاصل تھا۔ ان کے قلم کی فصاحت و بلاغت کا لوہا ان کے سبھی معاصرین تسلیم کرتے تھے۔ ان کی ذہانت کا دھارا حدیث و سنت کے خلاف بہنا شروع ہو گیا ۔ چنانچہ حدیث اور راویانِ حدیث کو موضوع بنا کر انہیں تاریخ سے بھی کمتر درجہ دینے کی کوششیں شروع کر دی گئیں اس دور میں ان کی دو کتابیں "دو قرآن" اور "دو اسلام" بے شمار نوجوانوں کی گمراہی کا سبب بنیں خالی الذہن پڑھا لکھا طبقہ ان کے مطالعہ سے حدیث و سنت سے بدک گیا ۔ ان دونوں کتابوں کی فتنہ سامانی نے ملک میں ایک گمراہ کن افکار کی لہر پیدا کر دی ۔ اگرچہ علماء ربانی اور فضلائے حقانی نے ان کے تعاقب میں بہت کچھ لکھا ان کو خوب لتاڑا اور پچھاڑا اور دلائل سے ان کو بالکل لاجواب کر دیا لیکن بات یہ ہے کہ ان کے قلم کے زور کا کوئی توڑ پیدا نہ کر سکا ۔ ادھر بعض اہلِ علم، اہلِ تقویٰ اور اہل اللہ لوگ ان کی واپسی کی دعائیں کرتے رہے کہتے ہیں کہ عمر ڈھلنے کے ساتھ ساتھ آدمی کے افکار میں پختگی اور بعض واضح تبدیلیاں رونما ہو جاتی ہیں ۔ چنانچہ وہ وقت آیا کہ ڈاکٹر صاحب کو دلائل کی روشنی میں اپنے موقف کی بے بسی نمایاں ہو گئی ۔ اور متعدد مجالس اور متعدد اہلِ علم کے سامنے انہوں نے حدیث کے خلاف اپنی جسارت پر تاسف کا اظہار کیا تا آنکہ انہوں نے اپنے موقف اور مسلک سے رجوع کر کے حدیث و سنت کے بارہ میں اپنے غلط افکار سے توبہ کی۔

ایک اسلام ، ایک قرآن اس دور کی تصنیفات ہیں ۔ شیعہ سنی بھائی بھائی بھی ان کی قیمتی تصنیف اور علمی سرمایہ ہے لیکن اس کے بعض مقامات پر حدیث و سنت کے انکار کے جراثیم بھی نظر آتے ہیں ۔ آغا شورش کاشمیری کی فرمائش پر انہوں نے "چٹان" میں لکھنا شروع کیا اور اس میں ڈاکٹر غلام جیلانی

برق سے زیادہ وہاں وہ صوفی برق نظر آتے تھے ۔ ذکر اور اوراد و وظائف کرتے دکھائی دیتے ہیں حرفِ محرمانہ ، ختمِ نبوت کے موضوع پر ان کی لاجواب تصنیف ہے ۔ اسمیں بھی وہ حدیث وسنت سے استدلال کرتے اور اپنے مختلف مواقف کے لیے حدیثیں درج فرماتے ۔ اسلام اور عصرِ رواں ان کی علمی متاعِ عزیز ہے ۔ اور اتنی پیاری کتاب ہے کہ کوئی بھی قاری اسے پڑھ کر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ اس کتاب میں بھی قرآن و حدیث سے استدلال کرتے دکھائی دیتے ہیں ۔ ان کی آخری تصنیف میری آخری کتاب" حدیث وسنت کے استدلال کے اعتبار سے نقطہ عروج پر دکھائی دیتی ہے ۔ بہرکیف ڈاکٹر غلام جیلانی برق کا شباب بڑا خطرناک تھا بڑھاپا قابلِ قدر ، قابلِ احترام ، ان کی زندگی کی دوپہر فتنہ خیز اور ان کی زندگی کی شام قابلِ رشک تھی ۔ وہ اپنے تمام معاصرین میں زبان و بیان اور قلم و قرطاس کے اعتبار سے فائق تر ہیں ۔ ان کے تلامذہ کا بھی ایک وسیع حلقہ ہے ۔ اللہ ان کے شباب کو معاف فرمائے ان کے قلم کی فروگزاشتوں سے صرف نظر فرمائے ۔ ان کے رجوع و توبہ کو قبولیت سے نوازے ۔ ڈاکٹر صاحب نے اسی برس سے زیادہ عمر پائی ان کی وفات ملک کے اہلِ دانش و بینش کے لیے ایک ہولناک خلا ہے ۔ آخر میں جہاں ہم ان کی حسنات کا تذکرہ کرتے ہیں ان کے علمی کارناموں کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں وہاں ہم ان کے ورثا سے کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ "دو قرآن" اور "دو اسلام" کی اشاعت قطعاً بند کر دی جائے ۔ ان کی مذکورہ بالا دونوں کتابوں کی اشاعت ڈاکٹر غلام جیلانی سے نہ صرف زیادتی اور ناانصافی ہوگی بلکہ ان کی روح کو اذیت پہنچانے کا سبب بنے گی ۔

مولانا کرم الدین سلفی

مولانا کرم الدین سلفی ضلع حصار کے ایک مہاجر خاندان کے ایک چشم و چراغ تھے ابھی چھوٹے ہی تھے کہ والد کے سایہ سے محروم ہو گئے ۔ والدہ نے بڑی محنت مشقت اور کوشش سے ان کی تربیت کی ۔ اقتصادی کمزوری کے باوجود جوں توں کر کے ان کی تعلیمی منزلیں مکمل کروائیں ۔ مرحوم مولانا مختار احمد فیروزپوری نے بھی مولانا سلفی مرحوم کی تعلیم و تربیت میں محنت شاقہ ، خلوص اور توجہ سے کام لیا ۔ آغاز میں مختلف مدارس میں تعلیم و تدریس کی منزلیں طے کرتے رہے لیکن تکمیل جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں کی گئی ۔ جامعہ سلفیہ اس وقت کے مہتمم اور منصرم شیخ الحدیث مولانا محمد اسحاق صاحب چیمہ کی فراست ، بصرت اور دور بیں نگاہ نے ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان کا جامعہ سلفیہ میں بطورِ مدرس تقرر کر دیا ۔